قربانی کے مسائل کا جامع خلاصہ

قربانی کیسے کریں...؟

قربانی کا وجوب، شرائط اور اقسام	ذبح کے بعد کے مسائل
قربانی کے جانور	مشترکہ قربانی کے مسائل
ذبح سے پہلے کے مسائل	کسی کی طرف سے قربانی
ذبح کے وقت کے مسائل	گزشتہ سالوں کی قربانی

مفتی محمد سلمان زاہد

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

اُستاذ جامعہ انوار العلوم شاد باغ ملیر

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب ☜ قربانی کیسے کریں ...؟

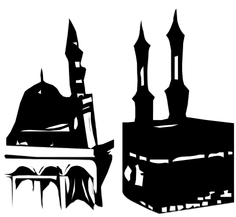
تالیف ☜ مفتی محمد سلمان زاہد

طبع اول ☜ جون 2024ء بمطابق ذی الحجہ ۱۴۴۵ھ

کمپوزنگ ☜ ابو محمد: 03333858577

ای میل ☜ salman.jduk@gmail.com

ناشر و مقامِ اِشاعت ☜ جامعہ انوار العلوم شادباغ ملیر کراچی



ملنے کا پتہ

مکتبہ اُمِّ احسن

☎ 03132020645 – 03333858577

فہرست

قربانی کا وجوب، شرائط اور اقسام

قربانی کے جانور

ذبح سے پہلے کے مسائل

ذبح کے وقت کے مسائل

ذبح کے بعد کے مسائل

مُشترکہ قربانی کے مسائل

کسی کی طرف سے قربانی کرنا

گزشتہ سالوں کی قربانی

☆......☆......☆

حرفِ آغاز

کام چاہے دین کا ہو یا دنیا کا، سیکھے بغیر کرنے سے اُس میں بہت سی غلطیاں اور کوتاہیاں واقع ہوتی ہیں، بلکہ بسا اوقات اُس میں ہونے والی کچھ سنگین قسم کی غلطیاں بہت بڑے نقصان کا ذریعہ بن جاتی ہیں، اِسی لئے عقل اور نقل دونوں کا تقاضا ہے کہ کاموں کو اچھی طرح سے سیکھ کر کیا جائے۔

قربانی بھی شریعت کا ایک اہم حکم ہے جس میں نہ جاننے کی وجہ سے لوگوں میں رفتہ رفتہ بہت غلطیاں پھیلتی جارہی ہیں، جس سے بسا اوقات انسان زرِ کثیر خرچ کرکے بھی اپنی قربانی خراب کربیٹھتا ہے۔

زیرِ نظر رِسالہ میں اِسی ضرورت کے پیشِ نظر قربانی کے مسائل کا ایک جامع، سہل اور مرتب خلاصہ تیار کیا گیا ہے، جو درحقیقت ایک لیکچر تھا جو پریزینٹیشن کے طور پر قربانی کے مسائل کی آسان تفہیم کے عُنوان سے عام فہم انداز میں تیار کیا گیا تھا، لوگوں کی پسند اور مطالبہ کی وجہ سے اسے ایک مختصر رِسالہ کی شکل دی گئی ہے۔ اللہ کرے کہ یہ اُس کی بارگاہ میں قبول ہو اور خلقِ کثیر کیلئے نافع اور سودمند ثابت ہو، اور ترتیب دینے والے کیلئے صدقہ جاریہ بن کر نجات کا ذریعہ ثابت ہوجائے۔ (آمین)

تَقَبَّلَ اللّٰہُ مِنَّا بِحُرْمَۃِ سَیِّدِ الْأَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْن

بندہ محمّد سلمان زاہد غفرلہ

10جون2024ء — ۳ ذی الحجہ ۱۴۴۵ھ

قربانی کے مسائل

❶ قربانی کا وجوب، شرائط اور اقسام۔ ❷ قربانی کے جانور۔
❸ ذبح سے پہلے کے مسائل۔ ❹ ذبح کے وقت کے مسائل۔
❺ ذبح کے بعد کے مسائل۔ ❻ مشترکہ قربانی کے مسائل۔
❼ کسی کی جانب سے قربانی کے مسائل۔ ❽ گذشتہ سالوں کی قربانی کے مسائل۔

قربانی کا وجوب، شرائط اور اقسام

❶ــــ قربانی شرعاً واجب ہے:

●ــــ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”مَنْ وَجَدَ سَعَةً فَلَمْ يُضَحِّ، فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا“جو شخص تم میں سے (قربانی کی) وسعت رکھتے ہوئے بھی قربانی نہ کرے تو اُسے چاہیئے کہ ہمارے عید گاہ کے قریب بھی نہ آئے۔(مسند احمد:8273)

●ــــ حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے قربانی کے بارے میں دریافت کیا کہ کیا یہ واجب ہے؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”ضَحَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالْمُسْلِمُونَ مِنْ بَعْدِهِ، وَجَرَتْ بِهِ السُّنَّةُ“یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کی ہے، آپ کے بعد مسلمانوں نے کی ہے اور اِسی کے مطابق سنّت جاری ہو چکی ہے۔(سنن ابن ماجہ:3124)

●— ایک دفعہ حضرت ابوبردہ بن نیار رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! میرے پاس قربانی کیلئے "جذعہ" ہے (یعنی اُس کی عُمر مکمل نہیں ہے تو کیا میں اُس کی قربانی کرلوں؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: "اِذْبَحْهَا وَلَنْ تُجْزِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ" تم ذبح کرلو، تمہارے بعد کسی کیلئے یہ کافی نہ ہوگا۔(بخاری:5545)

●— نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منوّرہ کی طرف ہجرت کرنے کے بعد دس سال تک وہاں قیام فرمایا اور مسلسل پابندی کے ساتھ ہر سال بلاناغہ قربانی کا اہتمام کیا، چنانچہ ترمذی شریف کی روایت ہے، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

"أَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِالمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ يُضَحِّي كُلَّ سَنَةٍ"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منوّرہ میں دس سال قیام فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال قربانی کرتے تھے۔(ترمذی:1507)

2 — قربانی کے وجوب کی شرائط:

(1) مسلمان ہونا۔ (2) عاقل ہونا۔ (3) بالغ ہونا۔ (4) مقیم ہونا۔

(5) صاحبِ نصاب ہونا۔(البنایہ:12/4)(ردالمحتار:6/315،316)

3 — قربانی کے وجوب کا نصاب:

(1) سونا۔(2) چاندی۔(3) نقدی۔(4) مالِ تجارت۔(5) ضرورت سے زائد مال

اگر ان پانچوں میں کوئی ایک یا بعض یا سب مل کر ساڑھے باون (52.5) تولہ چاندی یا اُس کی مالیت کے بقدر پہنچ جائیں تو قربانی لازم ہو جاتی ہے۔(شامیہ:6/313تا315)

4— قربانی کن پر لازم نہیں:

کافر، مسافر، مجنون، نابالغ اور مفلس پر قربانی لازم نہیں ہوتی، اِس لئے کہ اُن میں وجوب کی شرائط نہیں پائی جاتی۔ لیکن اگر یہ لوگ کرلیں یا ان کی طرف سے کردی جائے تو کی جاسکتی ہے۔

واضح رہے کہ مسافر سے مراد وہ شخص ہے جو شرعی مسافت (سَوا ستتر کلو میٹر) کے سفر پر نکلا ہوا ہو اور عید کے تینوں دنوں میں کہیں پندرہ دن یا اس سے زیادہ کا قیام نہ ہو۔ ورنہ اُس پر قربانی لازم ہو جائے گی۔

5— مَقروض پر قربانی لازم ہونے کی تفصیل:

مقروض پر قربانی لازم ہونے کی تفصیل یہ ہے کہ قرض کی رقم منہا کرنے کے بعد دیکھا جائے گا اگر وہ صاحبِ نصاب باقی رہے تو اُس پر قربانی لازم ہو گی اور اگر نصاب کے بقدر مال کا مالک نہ رہے تو لازم نہ ہو گی۔

6— حاجی پر قربانی لازم ہونے کی تفصیل:

حج تمتع یاقِران کی قربانی تولازم ہوتی ہی ہے، جس کو حدودِ حرَم میں ہی کرنالازم ہے۔

باقی رہا عید کی قربانی کا لاز ہونا تو اس کی تفصیل یہ ہے کہ دو شرطوں کے ساتھ قربانی لازم ہوتی ہے:

(1) مقیم ہو، یعنی پندرہ یااس سے زیادہ کا قیام ہو۔ (2) نصاب کے بقدر مال کا مالک ہو۔

اور یہ عید کی قربانی وہ مکہ مکرمہ میں بھی کر سکتا ہے اور اپنے ملک میں بھی کرواسکتا ہے۔

7—قربانی کے وجوب میں ذاتی ملکیت کا اعتبار ہے:

قربانی کے لازم ہونے میں ہر شخص کی اپنی ذاتی ملکیت کا اعتبار ہے، پس ایک گھر کے سربراہ کا قربانی کرلینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ گھر کے دیگر افراد بھی اگر صاحب نصاب ہیں تو اُن پر بھی قربانی ضروری ہے، جیسے عورتوں کے پاس اُن کی ملکیت میں زیور ہو ،اگرچہ اُن کے استعمال ہی میں کیوں نہ ہو،اِسی طرح مشترکہ کاروبار میں ہر شریک کے ذاتی حصے کا اعتبار کیا جائے گا، کسی ایک کا کرلینا کافی نہیں۔

8—قربانی کیلئے پیسے نہ ہوں:

اگر کسی پر زیور یا پلاٹ وغیرہ کی وجہ سے قربانی لازم ہوتی ہو، لیکن اُس کے پاس نقد پیسے نہ ہوں تو اُسے چاہیئے کہ کہیں نہ کہیں سے رقم کا انتظام کر کے قربانی کرے،رقم کا انتظام نہ ہونا کوئی عُذر نہیں، اس کیلئے وہ اپنا سامان فروخت بھی کر سکتا ہے اور کسی سے قرضہ بھی لے سکتا ہے۔

9—قربانی کی اقسام:

حکم کے اعتبار سے قربانی کی دو قسمیں ہیں:

واجب قربانی : جیسے صاحبِ حیثیت پر عید کی قربانی، کسی مفلس پر قربانی کی نیت سے خریدنے کی وجہ سے لازم ہونا، نذر کی قربانی، حج تمتع یا حج قِران کی قربانی، احرام میں جنایت کی وجہ سے قربانی۔

نفلی قربانی : جیسے مسافر کا قربانی کرنا، مفلس کا قربانی کرنا جب تک کہ اُس نے جانور خریدا نہ ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا مرحومین کی طرف سے ۔(ہندیہ:5/291)

قربانی کے جانور

❶—قربانی کے تین طرح کے جانور:

شریعت میں صرف تین طرح کے جانوروں کی قربانی کو مشروع کیا گیا ہے:

(1)اُونٹ : اونٹ، اونٹنی خواہ کسی بھی نسل کے ہوں، سب شامل ہیں

(2)گائے: گائے، بیل بھینس، بھینسا سب شامل ہیں۔

(3)بکرا دُنبہ: بکرا، بھیڑ اور دنبہ نر و مادہ سب شامل ہیں۔

صرف مذکورہ تین قسم کے جانوروں ہی کی قربانی جائز ہے اگرچہ یہ وحشی ہی کیوں نہ ہوگئے ہوں، اِن کے علاوہ کسی بھی قسم کے حلال یا حرام جانوروں کی قربانی درست نہیں ہوتی۔(البنایۃ:12/45،46)(الفقہ الاسلامی وادلتہ:4/2719)(مرقاۃ:3/1079)

❷—قربانی کے جانوروں کی کم از کم عُمر:

اونٹ اونٹنی میں: پانچ سال مکمل ہو کر چھٹا شروع ہو چکا ہو۔

گائے بیل وغیرہ میں: دو سال مکمل ہو کر تیسرا شروع ہو چکا ہو۔

بکرا بھیڑ اور دُنبہ میں :ایک سال مکمل ہو کر دوسرا شروع ہو چکا ہو۔(مرقاۃ:3/1079)

واضح رہے کہ جانوروں کی یہ عُمر کم از کم ہے،اس سے کم عُمر کے جانوروں کی قربانی درست نہ ہو گی، لیکن ان سے زیادہ عُمر کی قربانی بالکل ہو سکتی ہے اس میں کوئی حرج نہیں،بلکہ اور زیادہ افضل ہے۔(شامیہ:6/322)

یہ عُمر کا پورا ہونا قمری اعتبار سے دیکھا جائے گا،پس اگر قمری اعتبار سے کسی جانور کی عُمر پوری ہو چکی ہو لیکن شمسی اعتبار سے دن کم ہوں تو اُس کی قربانی درست ہے۔

3 —ڈنبہ اور بھیڑ سال سے کم بھی ہو تو قربانی جائز ہے:

یعنی بھیڑ اور دنبہ سال سے کم بھی ہو تو دو شرطوں کے ساتھ جائز ہیں:

(1) چھ ماہ سے زیادہ ہو۔ (2) اتنا فربہ ہو کہ سال کا محسوس ہو۔ (البنایۃ:12/ 45،46)

4 —قربانی کے جانوروں میں دو دانت کا ہونا:

قربانی کے جانوروں میں عُمر کے پورا ہونے کی ظاہری طور پر پہچان اور علامت دو دانت ہوتی ہے اِسی لئے خریدتے ہوئے دو دانت دیکھے جاتے ہیں، لیکن واضح رہے کہ دو پکے دانت کا ہونا قربانی کے صحیح ہونے کیلئے ضروری نہیں، اس کے بغیر بھی اگر عُمر یقینی طور پر پوری ہو چکی ہو تو قربانی جائز ہوتی ہے، البتہ چونکہ مُعاشرے میں جھوٹ اور دھوکہ دہی عام ہے اس لئے کسی بیوپاری وغیرہ کے کہنے پر اعتماد کرنا مشکل ہوتا ہے اس لئے دو دانت دیکھ کر ہی لینا چاہیئے۔

5 —قربانی کے جانوروں میں حصوں کی تعداد:

☆ اونٹ نر و مادہ میں سات حصے۔

☆ گائے بھینس نر و مادہ میں بھی سات حصے۔

☆ بکرا، بھیڑ اور دنبہ نر و مادہ میں صرف ایک حصہ۔

واضح رہے کہ بڑے جانوروں میں سات حصے زیادہ سے زیادہ مقرر کیے گئے ہیں، لیکن اس سے کم حصے بھی کیے جاسکتے ہیں، چنانچہ ایک شخص مکمل گائے بھی کر سکتا ہے، نیز دو تین بندے مل کر بھی پوری گائے کر سکتے ہیں۔

6 —قربانی کے جانور کس طرح کے ہونے چاہیئے:

(1)— صحیح سالِم ہوں، اُن میں کسی قسم کا کوئی عیب نہ ہو۔

(2)—اگر عیب ہو تو وہ عیبِ مانع (جس سے قربانی نہیں ہوتی) نہیں ہونا چاہیئے، اور بہتر ہے کہ اس سے بھی اجتناب کیا جائے۔(ردالمحتار:6/323)

(3)—جانور اپنی مالی حیثیت کے مطابق ہو، چنانچہ مالی حیثیت سے بڑھ کر بوجھ اُٹھانا یا مالی حیثیت سے کم تر جانور خریدنا مناسب نہیں۔

(4)—جانور میں عُمر پوری ہو، اس میں کوئی کمی نہ ہو۔

7—قربانی کے جانور کس طرح کے افضل ہیں:

(1) فربہ اور بڑے ہوں:

"إِنَّ أَفْضَلَ الضَّحَايَا أَغْلَاهَا وَأَسْمَنُهَا"۔(مستدرک:7561)

(2) خصی ہوں:

"كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُضَحِّيَ، اشْتَرَى كَبْشَيْنِ عَظِيمَيْنِ، سَمِينَيْنِ، أَقْرَنَيْنِ، أَمْلَحَيْنِ مَوْجُوءَيْنِ"۔(ابن ماجہ:3122)

(3) زیادہ گوشت والا ہونا:

"إِذَا اسْتَوَيَا فِي اللَّحْمِ وَالْقِيمَةِ فَأَطْيَبُهُمَا لَحْمًا أَفْضَلُ، وَإِذَا اخْتَلَفَا فِيهِمَا فَالْفَاضِلُ أَوْلَى"۔(شامیہ:6/322)

(4) عُمدہ گوشت والا ہونا:

"إِذَا اسْتَوَيَا فِي اللَّحْمِ وَالْقِيمَةِ فَأَطْيَبُهُمَا لَحْمًا أَفْضَلُ، وَإِذَا اخْتَلَفَا فِيهِمَا فَالْفَاضِلُ أَوْلَى"۔(شامیہ:6/322)

(5) بیش قیمت ہونا:

"إِنَّ أَفْضَلَ الضَّحَايَا أَغْلَاهَا وَأَسْمَنُهَا"۔(مستدرک:7561)

(6) گائے اور اُونٹ میں مادہ ہونا:

"وَالْأُنْثَى مِنْ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ أَفْضَلُ"۔(شامیہ:6/322)

(7) سینگوں والا ہونا:

"أَمَرَ بِكَبْشٍ أَقْرَنَ"۔(مسلم:1967) "أَقْرَنَيْنِ"۔(ابن ماجہ:3122)

(8) چتکبرا ہونا:

"أَمْلَحَيْنِ مَوْجُوءَيْنِ"۔(ابن ماجہ:3122)

"ضَحَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشٍ أَقْرَنَ فَحِيلٍ، يَأْكُلُ فِي سَوَادٍ، وَيَمْشِي فِي سَوَادٍ، وَيَنْظُرُ فِي سَوَادٍ"۔(ترمذی:1496)

8 — قربانی میں افضلیت کی مختلف صورتیں:

قربانی میں افضلیت سے متعلّق کئی چیزیں ہیں، جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

افضل دن:

پہلے دن یعنی دس ذی الحجہ کو کرنا افضل ہے اُس کے بعد دوسرے دن اور پھر تیسرے دن کی فضیلت ہے ۔(ردّ المحتار:6/316)

افضل وقت:

شہر والوں کیلئے عید کے خطبہ کے بعد جبکہ دیہات والوں کا طلوعِ آفتاب کے بعد کرنا افضل ہے۔(فتاوی ہندیہ:5/295)

افضل جگہ:

عید گاہ میں کرنا افضل ہے تاکہ شعائرِ اسلام کا خوب اچھے طریقے سے سب کے سامنے برملا اظہار ہو۔(مرقاۃ:3/1080)

دن ورات میں افضل:

دن میں کرنا افضل ہے، اگرچہ رات میں کرنا بھی جائز ہے۔(الجوھرۃ النیّرۃ:186/2)

افضل کرنے والا:

خود اپنے ہاتھ سے کرنا افضل ہے، کسی سے کروانا بھی جائز ہے لیکن ایسے میں خود حاضر ہونا چاہیئے۔(ہدایۃ:361/4)

کتنی قربانی افضل:

اگر وسعت اور حیثیت ہو تو دو قربانی کرنا افضل ہے، اگرچہ ایک قربانی کرلینا بھی کافی ہے۔(فتح الباری:12/10)

حصہ افضل یا جانور:

پورا جانور قربان کرنا افضل ہے اور حصہ بھی لیا جاسکتا ہے۔(الدر المختار:322/6)

افضل جانور:

سینگوں والا، چتکبرا، فربہ، خصی مینڈھا ہو تو سب سے زیادہ افضل ہے، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے(ابن ماجہ:1043/2)(مستدرک: 254/4)

اور اگر یہ نہ ہوسکے تو جس جانور کا گوشت کیفیت میں زیادہ عُمدہ یا کمیت و مقدار میں زیادہ ہو وہ زیادہ بہتر ہے۔(فتاوی ہندیہ:299/5)

9 — قربانی کے جانوروں میں عیبِ مانع کی تفصیل:

عیب مانع سے مراد وہ عیب ہے جس کے ہوتے ہوئے قربانی نہیں ہوتی۔ عیب مانع کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے :

کان:

قربانی کے جانور کے پیدائشی طور پر کان نہ ہوں، یا ہوں لیکن تہائی یا تہائی سے زیادہ کٹا ہوا ہو تو قربانی درست نہیں۔(بہشتی زیور:256)

اور اگر کان چِر کر دو ہو گئے ہوں تو اس کی قربانی درست ہے۔(فتاوی محمودیہ:17/386)

جس جانور کے کان پیدائشی طور پر چھوٹے ہوں اس کی قربانی جائز ہے۔(بدائع)

آنکھ:

قربانی کا جانور اندھا ہو یا کانا ہو یعنی آنکھ کی تہائی یا تہائی سے زیادہ روشنی نہ ہو تو قربانی درست نہیں۔(بہشتی زیور:256)

ناک:

ناک کٹ چکی ہو تو قربانی درست نہیں، ہاں نکیل ڈالنے کیلئے سوراخ کیا گیا ہو تو جائز ہے۔(ہندیہ)

دُم:

پیدائشی طور پر اگر دُم نہ ہو تو قربانی درست نہیں۔

پیدائشی طور پر دُم چھوٹی ہو تو درست ہے۔

دُم اگر تہائی یا تہائی سے زیادہ کٹی ہو تو قربانی درست نہیں۔(بہشتی زیور:256)

لنگڑا:

جانور اگر اتنا لنگڑا ہو کہ صرف تین پاؤں سے چلتا ہو، چوتھا پاؤں رکھا ہی نہیں جاتا ہو، یا رکھا جاتا ہو لیکن اس سے چل نہیں سکتا ہو تو اس

کی قربانی درست نہیں۔(احسن الفتاوی:7/517)

کمزور ہونا:

قربانی کا جانور اگر اتنا دُبلا اور مریل ہو کہ جس کی ہڈیوں میں گودا نہ ہو اس کی قربانی درست نہیں۔(احسن الفتاوی:7/517)

سینگ:

پیدائشی طور پر سینگ نہ ہوں یا سینگ تو تھے لیکن درمیان سے ٹوٹ گئے تو ایسے جانور کی قربانی درست ہے،ہاں!اگر بالکل جڑ سے کٹا ہو یعنی اکھڑ گیا ہو تو قربانی درست نہیں۔(احسن الفتاوی:7/517)(شامیہ:6/323)

دانت:

دانت ٹوٹ گئے ہوں یا گھس گئے ہوں تو ایک قول یہ بھی ہے کہ اکثر کو دیکھا جائے گا، لیکن راجح یہ ہے کہ اِس چیز کو دیکھیں گے کہ اگر چارہ کھاسکتا ہے تو جائز ہے،ورنہ درست نہیں،احسن الفتاوی میں اسی کو ترجیح دی گئی ہے۔(احسن الفتاوی:7/514)

زبان:

ایک تہائی یا تہائی سے زیادہ کٹی ہو تو قربانی جائز نہیں ہے۔(ردالمحتار:6/325)

خنثیٰ:

جس میں نر اور مادّہ دونوں کی علامتیں موجود نہ ہوں یا دونوں کی علامت ہو تو وہ خنثیٰ ہے،ایسے جانور کی دو صورتیں ہیں:

(1)— اگر مذکر یا مؤنّث ہونے کی کوئی علامت غالب ہو جس سے اُس کا کسی نوع کا ہونا ثابت ہو جائے تو جائز ہے۔(امداد الأحکام:4/270)

(2)— اگر کوئی ایک جانب متعین نہ ہو تو وہ خنثیٰ مُشکل کہلاتا ہے، اس کی قربانی کے جائز ہونے میں دونوں طرح کے اقوال ہیں، راجح یہ معلوم ہوتا ہے کہ احتیاط کی جائے تو بہتر ہے۔(محمودیہ:17/379)(فتویٰ دارالعلوم کراچی:1610/51)

جفتی:

جانوراگر آلہ تناسل کٹ جانے کی جہ سے یا کسی بھی وجہ سے جفتی کے قابل نہ رہے تو اس کی قربانی جائز ہے۔(شامیہ)

گابھن:

حاملہ جانور کی قربانی جائز ہے، لیکن اگر وضعِ حمل یعنی بچہ کی ولادت کا زمانہ بالکل قریب آگیا ہو تو اس کی قربانی کرنا مکروہ ہے، اس سے بچنا چاہیئے۔(محمودیہ:17/353)

پھر ذبح کرنے کے بعد بچہ اگر زندہ نکل آئے تو اس کو بھی ذبح کر سکتے ہیں یا صدقہ بھی کر سکتے ہیں، لیکن اگر مُردہ نکلے تو کھانا درست نہ ہو گا۔

بانجھ ہونا:

بانجھ جانور کی قربانی جائز ہے۔(احسن الفتاوی:7/520)(ردلمحتار:6/325)

خارِش:

اس قدر خارِش کہ جس سے جسم دُبلا اور کمزور ہو گیا ہو تو قربانی جائز نہیں، اور اگر فربہ ہو تو جائز ہے۔

جنون:

یعنی جنون اور مرگی کا دورہ پڑتا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے بشرطیکہ اُس نے اِس کی وجہ سے چارہ کھانا نہ چھوڑا ہو۔(عالمگیری:5/298)

تھن:

بکری کا ایک تھن بھی خراب ہو (کنارا کٹ گیا ہو یا پورا تھن خشک ہو گیا ہو) تو قربانی درست نہیں۔

گائے، اونٹنی اور بھینس کے کم از کم دو تھن خراب ہوں تو درست نہیں ہوتی ہاں اگر ان کا صرف ایک تھن خراب ہو تو جائز ہے۔(احسن الفتاوی:7/487)

پیدائشی طور پر تھن نہ ہونے کی تفصیل بھی یہی ہے یعنی بکری کے دونوں تھن یا صرف ایک ہی تھن نہ ہو تو قربانی درست نہیں، اور گائے وغیرہ کے چاروں تھن یا صرف دو تھن نہ ہوں تو قربانی درست نہیں۔

تھنوں میں کبھی دودھ آنا اور کبھی نہ آنا کوئی عیب نہیں، اس سے قربانی ہو جاتی ہے۔

خَصی ہونا:

خَصی ہونا جانور کیلئے کوئی عیب نہیں، نبی کریم ﷺ سے خصی جانور کی قربانی ثابت ہے ثابت ہے۔(ابن ماجہ:3122)(عالمگیری:5/357)

جس جانور کے ایک ہی خُصیہ (فوطہ) ہو اُس کی قربانی بھی جائز ہے، اُس کے کرنے میں کوئی حرج نہیں۔(امداد الأحکام:4/190)

عیبِ طاری:

عیب طاری وہ عیب کہلاتا ہے جو خریدنے کے بعد پیدا ہوا ہو، اس کی تفصیل یہ ہے:

(1) اگر ذبح کے وقت ہاتھ پاؤں مارنے سے عیب پیدا ہوا ہو تو قربانی جائز ہے۔

(2) اگر ذبح سے پہلے عیب ہوا ہو اور قربانی کرنے والا غنی ہو تو دوسری قربانی کرے۔

(3)اگر ذبح سے پہلے عیب پیدا ہوا ہو اور جانور کی قربانی کرنے والا مفلس ہو تو اسی جانور کی قربانی کرلے۔

ذبح سے پہلے کے مسائل

1 —قربانی کرنے والے کا بال اور ناخن نہ کاٹنا:

اِرشادِ نبوی ہے:"إِذَا رَأَيْتُمْ هِلَالَ ذِي الْحِجَّةِ، وَأَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُضَحِّيَ، فَلْيُمْسِكْ عَنْ شَعْرِهِ وَأَظْفَارِهِ" جب تم ذی الحجہ کا چاند دیکھ لو اور تم میں سے کسی کا ارادہ قربانی کا ہو تو اُسے (قربانی کرنے تک) اپنے بال اور ناخن کاٹنے سے احتراز کرنا چاہیئے۔(مسلم:1977)

2 —جانور کی خریداری کیسے کی جائے:

جانور کی خریداری میں مندرجہ ذیل امور کا اچھی طرح لحاظ رکھنا چاہیئے:

(1)—نیت پاک ہو۔"لَنْ يَنَالَ اللّٰهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوَى مِنْكُمْ"۔(الحج:37)

(2)—مال حلال وپاکیزہ ہو۔"لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ إِلَّا الطَّيِّبَ" اللہ تعالیٰ صرف حلال و پاکیزہ مال کو قبول کرتے ہیں۔(بخاری:1410)

(3)—جانور کو اچھی طرح سے دیکھ لیا جائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:"أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نَسْتَشْرِفَ العَيْنَ وَالأُذُنَ"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اِس بات کا حکم دیا کرتے تھے کہ ہم جانور کی آنکھ اور کان وغیرہ کو اچھی طرح سے دیکھ لیں۔(ترمذی:1498)

(4)—بہتر یہ ہے کہ افضلیت کا لحاظ رکھا جائے۔یعنی استطاعت کے مطابق عُمدہ اور فربہ جانور ہو، جیسا کہ ماقبل تفصیل گزر چکی ہے۔

(5)—مشترکہ جانور خرید اجارہا ہو تو بہتر ہے کہ خریداری سے پہلے ہی اُس میں شریک ہونے والے سات افراد کو طے کرلیں، اگرچہ یہ کام بعد میں بھی کیا جاسکتا ہے، لیکن پہلے کرلینا بہتر ہے۔یا کم از کم قربانی کی نیت کے بغیر خرید کر پھر اُس میں شرکت کی نیت کی جائے۔(شامیہ:6/317)

(6)— جانور کی خریداری میں گناہوں سے بچیں، بالخصوص نمازیں ضائع نہ کریں۔

(7)—خریداری میں شرعی احکام کی پاسداری کریں، مثلاً: جھوٹ، دھوکہ دہی، جھوٹی قسم کھانا، وغیرہ سے کلی اجتناب کیا جائے۔

(8)—جانور خریدتے ہوئے اس کے کوہان پر ہاتھ رکھ کر یہ مسنون دُعاء پڑھیں:

"اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَمِنْ شَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ"۔(ابوداؤد:2160)

ترجمہ: یا اللہ! میں آپ سے اس کی بھلائی مانگتا ہوں اور آپ نے اس کو جن صفات کے ساتھ پیدا فرمایا ہے ان کی بھلائی طلب کرتا ہوں، اور اس کے شر سے اور جن صفات کے ساتھ آپ نے اسے پیدا کیا ہے ان کے شر سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔(ترجمہ از پرنور دعائیں)

3—قربانی کا جانور قرض لے کر یا اُدھار پر خریدنا:

جانور کی خریداری میں بسا اوقات نقد ادائیگی کیلئے رقم نہیں ہوتی اور وہ قرض لیکر یا ادھار پر جانور کو خریدنا چاہتا ہے تو اِس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر وہ صاحبِ نصاب نہیں تو قرض لیکر اپنے آپ پر اضافی بوجھ نہیں ڈالنا چاہیئے، کیونکہ شریعت نے اُس پر قربانی کو

لازم ہی نہیں کیا۔ہاں! اگر وہ صاحبِ نصاب ہے لیکن فی الحال جانور کی خریداری کیلئے اُس کے پاس رقم موجود نہیں تو وہ کسی سے ادھار لیکر یا خود بیچنے والے سے ادھار پر جانور خرید سکتا ہے، اس میں کوئی حرج نہیں۔(آپ کے مسائل اور ان کا حل:4/220)

4۔۔۔قربانی کا جانور قسطوں پر خریدنا:

قسطوں پر کی جانے والی خرید و فروخت جائز ہے، اور قربانی کے جانور میں بھی یہ طریقہ اپنایا جاسکتا ہے یعنی ایک متعینہ رقم میں جانور کو خرید لیا جائے اور بعد میں ماہانہ یا جو بھی طے ہو اُس کے مطابق قسطوں کی ادئیگی کی جاتی رہے اس میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ جس جانور کے آپ مالک ہیں اُس کی قربانی جائز ہے ، خواہ نقد خریدیں یا ادھار اور قسطوں پر۔(آپ کے مسائل اور ان کا حل:4/220)

5۔۔۔قربانی کا جانور تول کر یعنی وزن کر کے خریدنا یا بیچنا:

موجودہ دور میں بہت سی جگہوں میں یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ قربانی کے جانوروں کو تول کر اور وزن کر کے فروخت کرتے ہیں ، یہ جائز ہے اور ایسی قربانی بھی بلاشبہ درست ہے۔(فتاویٰ عثمانی)

البتہ اِس بات کا لحاظ ضروری ہے کہ خریدتے ہوئے قربانی ہی کو مقصود اور پیشِ نظر رکھنا چاہیئے، گوشت کے حصول کی نیت نہیں کرنی چاہیئے۔

6۔۔۔پرورش کے دوران پیش آنے والے مسائل:

(1) جانور کو کچھ دن پہلے ہی سے خرید کر اچھی طرح سے کھلانا پلانا اور اُسے فربہ و موٹا کرنا مستحب ہے۔(امداد الاحکام:4/190)

(2) قربانی کے جانور سے کسی بھی طرح کا نفع حاصل کرنا مکروہ ہے، مثلاً: سواری کرنا، اُون اتارنا، یا دودھ نکالنا، وغیرہ۔ (شامی: 6/329)

(3) قربانی سے پہلے جانور گم ہو جائے، مر جائے یا چوری ہو جائے تو غنی پر دوسرے جانور کی قربانی واجب ہے جس کا قیمت میں پہلے کے برابر ہونا کوئی ضروری نہیں، کم قیمت کا جانور بھی ہو سکتا ہے۔ اور مفلس پر کچھ واجب نہیں۔ (احسن الفتاوی: 7/504)

(4) قربانی کی نیت سے خریدا گیا جانور تبدیل کرنا یا بیچنا۔

مفلس کیلئے تو جائز ہی نہیں اور صاحبِ نصاب کیلئے جائز لیکن بہتر نہیں اور اس میں جو مالی نفع ہو وہ صدقہ کر دینا چاہیئے۔ (امداد الاحکام: 4/216) (کفایت المفتی: 8/199)

(5) اگر قربانی کے جانور کا ذبح کرنے سے پہلے بچہ ہو جائے یا ذبح کرنے کے بعد پیٹ سے بچہ نکلے تو دیکھیں گے، اگر مردہ ہے تو کھانا جائز نہیں، اگر زندہ ہے تو اُسے ماں کے ساتھ ذبح کر دیا جائے یا چاہیں تو صدقہ بھی کر سکتے ہیں، لیکن اگر یہ دونوں کام نہ کیے یہاں تک کہ بچہ زندہ رہا اور بڑا ہو گیا تو اگلے سالوں میں اپنی واجب قربانی کے لئے اُس کو استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ (فتاوی رحیمیہ: 10/27،43)

(6) اگر قربانی کے جانور کو کسی بیماری یا عیبِ مانع طاری ہو جانے کی وجہ سے قبل از وقت ذبح کرنا پڑ جائے تو غنی کیلئے اُس کے بدلے میں دوسرا جانور خریدنا ضروری ہے اور اِس جانور کا گوشت بیچ دینا یا کھا لینا جائز ہے۔ جبکہ تنگ دست (جس پر قربانی لازم نہ تھی) کیلئے دوسرا جانور خریدنا ضروری نہیں، اور اِس جانور کا گوشت صدقہ کرنا ضروری ہے، خود کھانا یا بیچنا درست نہیں۔ (کفایت المفتی: 8/197)

(8) قربانی کرنے والا اگر انتقال کر جائے تو وہ خریدا گیا جانور مرحوم کے ترکہ میں شامل ہو جائے گا، تاہم اگر تمام ورثاء اُس جانور کی قربانی پر دل سے راضی ہوں تو قربانی بھی کی جاسکتی ہے۔(فتاوی رحیمیہ:10/34)

(9) اگر کوئی غنی (یعنی صاحبِ نصاب شخص) نے قربانی کے لئے جانور خریدا ہو اور پھر قربانی کے ایام آنے سے پہلے ہی وہ تنگ دست ہو جائے تو اُس پر قربانی لازم نہیں رہتی۔(احسن الفتاوی:7/511)(فتاوی محمودیہ:17/317)

ذبح کے وقت کے مسائل

1 ــــذبحِ اِسلامی کی تین بنیادی شرائط:

(1) ذبح کرنے والے کا مسلمان یا اہلِ کتاب (حقیقی طور پر) ہونا۔ چنانچہ کسی کافر، مشرک، شیعہ، قادیانی، ذکری، وغیرہ کا ذبیحہ حلال نہیں۔

(2) ذبح کے وقت اللہ تعالی کا نام لینا۔ بھولے سے اگر نہ لیا جائے تو حلال ہے، جان بوجھ کر چھوڑنے سے جانور حرام ہو جاتا ہے۔

(3) غذا کی نالی، سانس کی نالی اور خون کی دونوں رگوں کو کاٹنا۔ کل چار ہوتی ہیں، جن میں سے تین کا کٹنا بھی کافی ہے۔(جواہر الفقہ عثمانی:2/281)

واضح رہے کہ گلے کو اتنا کاٹا جائے گا کہ چاروں رگیں کٹ جائیں، ایک نرخرہ جس سے سانس لیتا ہے، دوسری اُسے چپکی ہوئی وہ نالی ہے جس سے دانہ پانی جاتا ہے اور دو موٹی شہ رگیں جو ان دونوں کے دائیں بائیں ہوتی ہیں۔ اگر ان چار میں سے تین رگیں کٹ جائیں تب بھی ذبح درست ہے، اُس کا کھانا حلال ہے اور اگر محض دو رگیں کٹیں تو وہ جانور مردار ہو گیا، اُس کا کھانا درست نہیں۔(تسہیل بہشتی زیور:2/255)

❷—قربانی کے صحیح ہونے کی شرائط:

یعنی وہ شرائط جن کا اگر لحاظ نہ کیا جائے تو قربانی اداء ہی نہیں ہوتی، اور وہ یہ ہیں:

(1) قربانی کی صحیح نیت کا پایا جانا: اگر بلا نیت کے قربانی کردی جائے یا غلط نیت (گوشت حاصل کرنے کی نیت) سے قربانی کی جائے تو قربانی درست نہیں ہوگی، البتہ خریدتے ہوئے نیت کرنا کافی ہے، اگرچہ ذبح کے وقت نیت نہ بھی کی جائے۔(رد المحتار:6/312)

(2) جانور میں قربانی کی شرائط کا پورا ہونا: (1) قربانی کا جانور۔(2) شرعی عمر پوری ہو۔(3) عیبِ فاحش سے محفوظ ہو۔(الفقہ الاسلامی:4/2719)

(3) وقت مخصوص کا پایا جانا: یعنی 10، 11، 12 ذی الحجہ کے ایّام ہوں، ان کے علاوہ قربانی صحیح نہیں ہوگی، نیز شہر میں عید کی نماز بھی ہوچکی ہو۔

(4) ذبح کرنے والے کا مسلمان یا کتابی ہونا: پس اگر ذبح کرنے والا مسلمان یا کتابی نہ ہو تو قربانی صحیح نہیں ہوگی۔(البنایۃ:11/527)

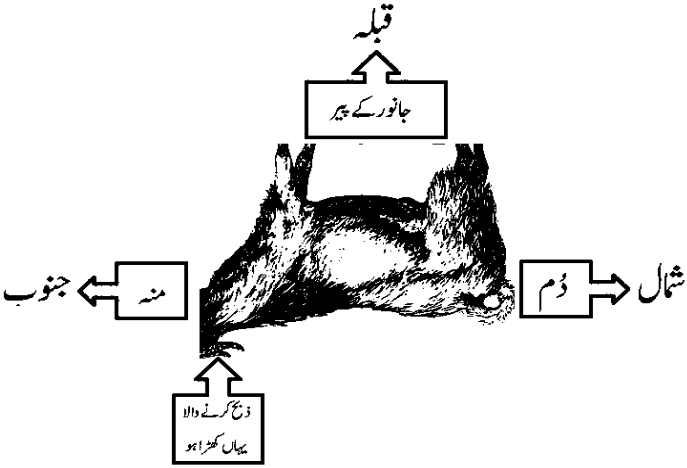
(5) ذبح کے وقت بسم اللہ پڑھنا: جان بوجھ کر چھوڑ دیا تو قربانی نہ ہوگی اور جانور حلال نہ ہوگا، البتہ بھولے سے معاف ہے۔(البنایۃ:11/531)

(6) مخصوص رگوں کا کاٹنا: مخصوص رگوں سے مراد سانس کی نالی، غذا کی نالی اور دو خون کی رگیں ہیں، اِن چاروں میں سے اکثر یعنی کم از کم تین رگوں کا کاٹنا ضروری ہے، اِس سے بھی کم کاٹنے کی صورت میں قربانی صحیح نہیں ہوگی۔(الدر المختار:6/295)

❸—ذبح کرنے کا طریقہ اور اُس کی دُعاء:

جانور کو ذبح کرنے سے پہلے چھری کو اچھی طرح سے تیز کرلیں۔ پھر جانور کو ذبح کرنے کی جگہ پر لے جا کر لٹائیں، گرانے کے بعد نہ گھسیٹیں۔

جانور کو قبلہ رُخ بائیں کَروَٹ پر اِس طرح لٹائیں کہ اُس کے پاؤں قبلہ کی جانب، دُم شمال کی جانب اور سر جنوب کی جانب ہو جائے۔ اِس طرح:



اُس کے بعد یہ دعاء پڑھے:

إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ۔

اُس کے بعد بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُ اَكْبَر پڑھ کر ذبح کرے اور ذبح کرنے کے بعد یہ پڑھے:

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّیْ كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ وَّ خَلِيْلِكَ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِمَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ۔ (تسہیل بہشتی زیور:2/ 260)

4 ذبح کے مستحبات:

(1)— اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا، ورنہ کم از کم ذبح کے وقت موجود ہونا۔ (ہدایۃ)

(2)— لوہے کی تیز اور دھار دار چیز استعمال کرنا تاکہ ذبح میں آسانی ہو۔ جیسے: چھری چاقو، وغیرہ۔(ہندیہ:5/287)

(3)— جانور کو لٹانے سے پہلے ہی چھری کو تیز کر لینا۔(الدر المختار:6/296)

(4)—اونٹ کو کھڑا کر کے نحر کرنا اور دیگر جانوروں کو لٹا کر ذبح کرنا۔(ہندیہ:5/287)

(5)—حلقوم کی جانب سے ذبح کرنا۔(ہندیہ:5/287)

(6)— گردن کی ساری رگوں یعنی سانس کی نالی، غذا کی نالی اور دو خون کی رگوں کو اچھی طرح کاٹنا۔(ہندیہ:5/287)

(7)—سر کو الگ کیے بغیر صرف رگوں کو کاٹنا۔(ہندیہ:5/287)

(8)— ذبح کے وقت جانور کے دائیں پہلو پر پاؤں رکھنا۔(فتح الباری:10/18)

(9)—جانور کو بائیں پہلو پر لٹانا۔(فتح الباری:10/18)

(10)— جانور کو قبلہ رُخ لٹانا۔(البنایہ:11/565)

(11)— جانور کو قبلہ رُخ کرتے ہوئے دعاءِ توجیہ یعنی "إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ" آخر تک پڑھنا۔(ابن ماجہ:3121)

(12)— بائیں ہاتھ سے سر پکڑنا اور دائیں ہاتھ سے ذبح کرنا۔(فتح الباری:10/18)

(13)— تسمیہ کے ساتھ تکبیر بھی کہنا۔(فتح الباری:10/18)

(14)— ذبح کے بعد کھال وغیرہ اتارنے میں جانور کے ٹھنڈا ہونے(یعنی جان نکلنے) کا انتظار کرنا۔(ہندیہ:5/300)

(15)— جانور کو بلا ضرورت اضافی تکلیف پہنچانے سے بچنا۔(البنایہ:11/564)

5—ذبح کے مکروہات:

جانور کو ذبح کرتے ہوئے مندرجہ ذیل مکروہ کاموں سے اجتناب کرنا چاہیئے:

(1)— جانور کے سامنے چھری تیز کرنا۔(عالمگیری:5/287)

(2)— جانور کو گھسیٹ کر مذبح لے جانا۔(شامیہ:6/296)

(3)— لٹا دینے کے بعد ذبح میں تاخیر کرنا۔(شامیہ:6/296)

(4)— چُھری کا کند ہونا۔(شامیہ:6/296)

(5)— جانور کو قبلہ رُخ نہ کرنا۔(شامیہ:6/296)

(6)— کسی عیسائی وغیرہ سے ذبح کروانا۔(البنایہ:12/58)

(7)— گدی کی طرف سے ذبح کرنا۔(عالمگیری:5/287)

(8)— ذبح میں بے جا سختی کرنا۔(عالمگیری:5/287)

(9)— چار میں سے بعض رگوں کو نہ کاٹنا۔(عالمگیری:5/287)

(10)— ٹھنڈا ہونے سے قبل کھال یا سر جدا کرنا۔(شامیہ:6/296)

(11)— بائیں ہاتھ سے ذبح کرنا خلاف سنت ہے، اس لئے بغیر کسی عذر و ضرورت کے ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔(آپ کے مسائل:4/202)

6—قربانی کی وجہ سے نمازیں ضائع نہ کریں:

قربانی کا جانور ذبح کرنا ایک مشغولیت کا کام ہے جس میں مصروف ہو کر وقت وغیرہ کا بعض اوقات پتہ ہی نہیں چلتا کہ کتنا وقت بیت گیا، نیز خون وغیرہ میں جسم اور کپڑے سَنے ہوئے ہوتے ہیں جس میں نماز کا دھیان بھی نہیں رہتا اور نماز قضاء ہو جاتی ہے یا کم از کم جماعت کے اہتمام میں کوتاہی ہو جاتی ہے، جو کسی طرح درست نہیں، عید الاضحیٰ

جیسے مبارک دن میں اور قربانی جیسے عظیم بابرکت کام میں لگ کر نماز کو ضائع کرنا دین و شریعت کے مزاج اور قربانی کے مقصد اور روح یعنی "تقویٰ" کے سراسر خلاف ہے۔ اس لئے نمازوں کی ادائیگی اور جماعت کا اہتمام کرنے میں کسی بھی قسم کی کوتاہی سے بہر صورت بچنے کا اہتمام کرنا چاہیئے۔

نیز قربانی کے بعد کئی کئی دن تک دعوت وضیافت کا ایک طویل سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جس میں ،تکّوں اور باربی کیو کی پارٹیاں اور محفلیں منعقد ہوتی ہیں ،رات گئے دیر دیر تک کھانے پینے کی مجلسیں لگتی ہیں، ملنا ملانا ہوتا ہے اِن سب کاموں میں لگ کر بھی اپنی نمازوں اور جماعت کا خیال رکھیں، بالخصوص فجر کی نماز جس میں لوگ سب سے زیادہ کوتاہی کا شکار نظر آتے ہیں اس کا خاص اہتمام کریں۔

ذبح کے بعد کے مسائل

1 — جانور کے ٹھنڈا ہونے کا اِنتظار کریں:

کھال اتارنے، گوشت بنانے یا سر کو الگ کرنے میں جلدی نہ کریں، اتنا انتظار کریں کہ جان نکل جائے اور حرکت بند ہو جائے۔(بدائع الصنائع:5/80)

نیز اس حالت میں جانور کے ہاتھ پاؤں توڑنا یا کاٹنا سب مکروہ ہے۔ کیونکہ ٹھنڈا ہونے سے پہلے یہ تمام کام بلاضرورت جانور کی اضافی تکلیف کا باعث ہیں ، جن سے احتراز ضروری ہے۔

2 — کھال کے احکام:

(1)— قربانی کے جانور کی کھال کو صدقہ کر دینا چاہیئے۔(ہدایہ: کتاب الاضحیۃ)

(2)— کھال کو دباغت کے بعد کوئی چیز بنا کر خود بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔(ایضاً)

(3)— غنی یا سید کو ہبہ (ہدیہ) میں دینا جائز ہے۔(احسن الفتاوی)

(4)— دائمی استعمال کی کسی چیز سے تبدیل کیا جاسکتا ہے۔(ایضاً)

(5) — فروخت کردی تو قیمت کا مصرف زکوۃ میں صدقہ کرنا ضروری ہے۔(ایضاً)

(6)— مدارس اسلامیہ اور دین کی نشر واِشاعت کے ادارے اِن کھالوں کے بہترین مصرف ہیں، اِس میں صدقہ کا ثواب بھی ہے اور علمِ دین کی خدمت بھی، اس لئے اُن کو ترجیحی بنیاد پر دینے میں مقدم رکھنا چاہیئے۔

3 — گوشت کے مسائل:

(1)— قربانی کا گوشت خود بھی کھاسکتے ہیں، غرباء اغنیاء، مسلمان اور کافر کو بھی کھلایا جاسکتا ہے۔(عالمگیری:5/300)

(2)— قربانی کے جانور کا سارا گوشت خود استعمال کرنا یاسارا گوشت صدقہ کر دینا بھی درست ہے۔(شامیہ:6/328)

(3)— بہتر یہ ہے کہ گوشت کے تین حصے کیے جائیں: ایک حصہ خود کھائیں، دوسرا فقرا کو اور تیسرا اقارب اور احباب کو کھلائیں۔(شامیہ:6/328)

(4)— قربانی کا گوشت قصائی کو اُس کی اجرت کے طور پر دینا یا بیچنا درست نہیں اگر ایسا کیا تو قیمت کا صدقہ کرنا ضروری ہے۔(عالمگیری:5/301)

(5)— قربانی کا گوشت شادی اور ولیمہ وغیرہ کی تقریب میں آنے والے مہمانوں کو پکا کر کھلایا جاسکتا ہے۔(آپ کے مسائل اور اُن کا حل:4/208)

(6)— اپنے نوکر اور ملازم کو بھی کھلایا جاسکتا ہے، تاہم اگر اُن کا کھانا بھی کام کی اُجرت میں طے شدہ ہو تو اُنہیں کھلانا درست نہیں، کیونکہ یہ بھی قربانی کے جانور کے گوشت

کو بیچنے کی ہی ایک شکل ہے، البتہ یہ کیا جاسکتا ہے کہ اُن کو اتنے دنوں کے کھانے کی قیمت دیدی جائے۔(احسن الفتاوی:7/494)

(7)— قربانی اگر نذراور منت کی ہو تو اُس کا گوشت نہ خود کھاسکتے ہیں نہ کسی غنی کو، اُسے فقراء کو صدقہ کرنا ضروری ہے ۔(شامیہ:6/327)

(8)— میت نے اگر قربانی کی وصیت کی ہو تو اُس کی وصیت کردہ قربانی کا گوشت نہیں کھایا جاسکتا، فقراء پر صدقہ کردینا چاہیئے۔(شامیہ:6/327)

4 — جانور کی کیا کیا چیزیں کھانا حرام ہے:

سات چیزیں حلال جانوروں میں حرام ہیں، باقی سب حلال ہیں:

(1) بہنے والا خون۔(2) نَر کی پیشاب گاہ۔ (3) کپورے۔(4) مادہ کی پیشاب گاہ۔ (5) غدود۔(6) مثانہ۔(7) پِتّا۔(عالمگیری:5/290)

فائدہ: جانور کے پیٹ کی اوجھڑی جس سے بٹ بنایا جاتا ہے، اس کا کھانا جائز ہے کیونکہ اُس میں ممانعت کی کوئی وجہ موجود نہیں۔(فتاویٰ رحیمیہ:10/81)

5 — قربانی کی آلائش اور خون وغیرہ کی صفائی ستھرائی کا اہتمام:

قربانی سے فارغ ہونے کے بعد اُس کی آلائش اور خون وغیرہ جس سے عموماً اچھی خاصی گندگی ہوجاتی ہے، راستہ چلتے ہوئے لوگوں کو اس سے تکلیف ہوتی ہے، اس کے علاوہ بدبو اور تعفن اٹھنے لگا جاتا ہے، مکھی مچھر وغیرہ کی افزائش ہوتی ہے، جو لوگوں کیلئے طب اور صحت کے اعتبار سے نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔

اس لئے قربانی کے جانور میں جہاں اس قدر کثیر مال اللہ کے راستہ میں خرچ کیا ہے وہاں دو چار سو روپے دے کر گندگی اور کچرا وغیرہ اُٹھوا کر اپنی گلی اور محلہ کو صاف ستھرا

کرنے کا بھی اہتمام کریں، کیونکہ قربانی کی طرح یہ بھی اِسلام ہی کا حکم ہے، بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس کو کامل مسلمان ہونے کی پہچان بتائی ہے۔

مُشترکہ قربانی کے مسائل

1 ـــ مشترکہ قربانی کے جائز ہونے کی شرائط:

کئی لوگوں کامل کر کسی جانور کا مشترکہ قربانی کرنا درست ہے البتہ اس کے جواز کی کچھ شرائط ہیں، جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

(1)ـــ جانور چھوٹا نہ ہو۔(الجوہرۃ النیرۃ:2/187)

(2)ـــ شرکت سات افراد سے زیادہ کی نہ ہو۔(ایضاً)

(3)ـــ کسی شریک کا حصہ ساتویں حصے سے کم نہ ہو۔(ایضاً)

(4)ـــ کسی شریک کا ارادہ گوشت حاصل کرنے کا نہ ہو۔(ہندیہ:5/304)

(5)ـــ کسی شریک کی کمائی حرام نہ ہو۔(احسن الفتاوی:7/503)

(6)ـــ کوئی شریک کافر نہ ہو۔(ہدایہ، کتاب الاضحیۃ: 4/447)

واضح رہے کہ جانور میں سات حصوں کا ہونا ضروری نہیں، اس سے کم بھی افراد مل کر قربانی کرسکتے ہیں۔

2 ـــ حرام کمائی والے اجتماعی قربانی میں ہرگز شریک نہ ہوں:

مشترکہ قربانی کے جواز کیلئے تمام شُرکاء کا مال حلال ہونا ضروری ہے جیسا کہ ماقبل شرائط میں گزرا لہذا کسی ایسے شخص کو جس کی کمائی حرام کی ہو اُس کیلئے اجتماعی قربانی میں شرکت کرنا جائز نہیں، کیونکہ وہ صرف اپنی ہی نہیں بلکہ اپنے ساتھ تمام شرکاء کی قربانی کو بھی خراب کردیتا ہے۔

پس: بینک اور انشورنس کی نوکری کرنے والا، رشوت کی کمائی، سود کا پیسہ، جُوا اور سٹہ کا پیسہ، اِنعامی بونڈز اور لاٹری میں نکلا ہوا مال، چوری اور چھینا ہوا مال یہ سب اور اسی طرح کی دیگر حرام صورتوں کے ذریعہ کمایا ہوا مال لے کر ہرگز ہرگز اجتماعی قربانی میں شریک نہ ہوں۔ اور نہ ہی ایسے کسی شخص کو اجتماعی قربانی میں شریک کرنا جائز ہے جس کے بارے میں کمائی کے حرام ہونے کا یقین یا ظن غالب ہو، اگر کوئی شخص ایسے کسی شخص کو شریک کرتا ہے تو اُس کے ساتھ کے تمام افراد کی قربانی درست نہ ہو گی۔

3 — جانور میں دوسرے کو کب تک شریک کیا جاسکتا ہے:

بڑے جانور میں کسی کو شریک کرنے کی تین صورتیں ہیں:

(1)— جانور خریدنے سے پہلے کسی کو شریک کیا جائے تو یہ سب سے بہتر صورت ہے، یعنی خریدنے سے پہلے ہی طے کر لیا جائے۔

(2)— جانور خریدنے کے بعد قربانی سے پہلے شریک کیا جائے تو یہ بھی جائز ہے اور شرکت ثابت ہو جائے گی۔

(3)— جانور کو ذبح کرنے کے بعد کسی کو شریک کیا جائے تو یہ جائز نہیں، اس سے اُس کی قربانی درست نہ ہو گی۔ (آپ کے مسائل:4/202)

4 — مشترکہ قربانی کے گوشت کی تقسیم:

شرکاء کے درمیان گوشت کو وزن کر کے تقسیم کرنا ضروری ہے، اندازے سے تقسیم کرنا درست نہیں ہے، ہاں! اگر ہر ایک کے حصہ میں سری، پائے، اور کلیجی میں سے کچھ نہ کچھ حصہ رکھ دیا جائے تو جائز ہے۔

البتہ اگر کسی گھر کا مشترکہ جانور ہو جس میں اپنا، بیوی کا اور اولاد کا حصہ رکھا گیا ہو اور سب کا کھانا ایک ہی جگہ پر ہو تو اس میں گوشت کی تقسیم ضروری نہیں۔

اگر جانور کے گوشت کی تقسیم سے پہلے ہی تمام شرکاء دلی رضامندی کے ساتھ کسی کو گوشت دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں۔(شامیہ:6/317)(احسن الفتاوی:7/503)

5 — شرکاء کی نیتوں کا مختلف ہونا:

نیتوں کے مختلف ہونے سے قربانی پر کوئی فرق نہیں پڑتا، بس شرط یہ ہے کہ ہر شریک کی نیت ثواب حاصل کرنے کی ہو، چنانچہ:

☆ — بعض کی نیت واجب قربانی اور بعض کی نفل کی ہو۔

☆ — بعض کی نیت قربانی اور بعض کی عقیقے کی ہو۔

☆ — بعض کی نیت قربانی کی اور بعض کی نیت ولیمے کی دعوت کرنے کی ہو

تو اِن تمام صورتوں میں قربانی صحیح ہو جائے گی۔

البتہ اگر بعض کی نیت صرف گوشت حاصل کرنے کی ہو تو اِس سے کسی بھی شریک کی قربانی نہ ہو گی۔ اگر کسی شریک کی نیت گزشتہ سال کی رہی ہوئی قربانی کی قضاء کرنے کی ہو تو اُس کی طرف سے نفلی قربانی ہو گی، قضاء نہیں ہو گی، کیونکہ قضاء کے لئے اُسے متوسط بکری کی قیمت کا صدقہ کرنا ہی ضروری ہو گا، ہاں! اِس صورت میں باقی شرکاء کی واجب قربانی ہو جائے گی۔(عالمگیری:5/304)

6—قربانی میں شریک ذبح کی اُجرت نہیں لے سکتا:

کسی جانور میں کچھ افراد کی شرکت ہو اور اُن ہی میں سے کوئی شریک ذبح وغیرہ کا تجربہ رکھتا ہو تو اسے یہ کام رضاکارانہ طور پر کرنا چاہیئے، اِس کیلئے وہ دیگر شُرکاء سے اُجرت لے کر ذبح کا کام نہیں کر سکتا۔(احسن الفتاویٰ:7/518)

7—اجتماعی قربانی مستند اِداروں سے کروائیں:

قربانی صرف پیسہ خرچ کر دینے کو نہیں کہتے، بلکہ یہ ایک شرعی اور مالی ذمّہ داری ہے جس میں مسائل کا لحاظ رکھتے ہوئے اُسے صحیح طریقے سے کرنا نہایت ضروری ہے، پس اجتماعی قربانی میں بھی ہر ایک پر اعتماد کرنے کے بجائے مستند اِداروں سے قربانی کروانے کا اہتمام کرنا چاہیئے تاکہ وہ آپ کی قربانی کو شرعی تقاضوں کے عین مطابق کریں۔اس کیلئے مستند اہلِ علم کی نگرانی نہایت ضروری ہے، کیونکہ وہی لوگ حقیقت میں شرعی نزاکتوں اور باریکیوں کو سمجھتے ہوئے آپ کے فریضے کی صحیح ادائیگی کر سکتے ہیں، اس کے علاوہ بہت سے رفاہی اور ویلفیئر کے ادارے جو بظاہر تو کام بہت زیادہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، لیکن مستند علماء کی نگرانی نہ ہونے کی وجہ سے اُن کے مختلف اور متنوع کوتاہیوں میں مبتلاء ہونے کے اِمکانات بہت زیادہ ہوتے ہیں۔

8—وقف کی اجتماعی قربانی کے مسائل:

اجتماعی قربانی کی طرح وقف کی قربانی جس میں قربانی کرنے والا اپنی قربانی کا گوشت غرباءاور فقراء میں تقسیم کرنے کیلئے وقف کر دیتا ہے، یہ بھی ایک اہم اور نازک معاملہ ہے، کیونکہ اس میں کسی شخص یا اِدارے کو قربانی کے پیسے دے کر جانور کی قربانی اور اُس کے گوشت کی تقسیم وغیرہ تمام اُمور و معاملات میں دوسرے پر سو فیصد اعتماد اور

بھروسہ کیا جاتا ہے۔پس ایسے میں اِس وقف قربانی میں مندرجہ ذیل چند اہم اُمور کو ملحوظ رکھنا چاہیئے تاکہ ہر طرح کی کوتاہیوں سے اجتناب کیا جاسکے

(1)—جس شخص یا اِدارے سے قربانی کروائی جائے وہ شخص یا اِدارہ واقعۃً اس قدر مستند اور بااعتماد ہونا چاہیئے کہ اُس پر بھروسہ کیا جاسکے۔

(2)—عموماً وقف قربانی میں حصہ کی قیمت کم رکھی جاتی ہے جس کی وجہ سے لوگ اس کی جانب زیادہ متوجہ ہوتے ہیں، پس ایسے میں مناسب اور افضل یہ ہے کہ جو لوگ خود قربانی کا جانور خرید کر قربانی کرسکتے ہیں اُنہیں اپنی حیثیت کے مطابق سستی قربانی کو پیسہ بچانے کا ذریعہ بنانے کے بجائے اہتمام سے قربانی کرنی چاہیئے کیونکہ یہ افضل ہوتا ہے۔ہاں !اگر کوئی شخص مالی حیثیت نہ رکھتا ہو تو اس کیلئے کوئی حرج نہیں۔

(3)— یہ بھی ایک اجتماعی قربانی ہی کی شکل ہوتی ہے اس لئے اس میں کوئی حرام کمائی والا ہرگز شریک نہ ہو اور نہ ہی کسی ایسے شخص کو شرکت کی اِجازت دینی چاہیئے، اُن سے مسئلہ بتاکر صاف صاف معذرت کرلی جائے۔

(4)—بعض اوقات ان میں ایسا کوئی شخص حصہ لیتا ہے جو خود بیرون ملک ایسی جگہ مقیم ہوتا ہے جہاں پر عید کے ایّام ایک دن کے فرق کے ساتھ مقدّم ہوتے ہیں پس ایسے میں اس کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ اُس کی جانب سے تیسرے دن قربانی نہ کی جائے کیونکہ اس صورت میں قربانی کرنے والے کے یہاں عید کے ایّام ختم ہوچکے ہوں گے، حالآنکہ قربانی کا جانور اور قربانی کرنے والا دونوں کی جگہ قربانی کے ایّام ہونا ضروری ہے ۔اگر کوئی ایسا شخص قربانی میں حصہ لیتا ہے تو اُس کو اس کی صراحت کردینی چاہیئے۔

(5)— وقف کی قربانی کا انتظام کرنے والوں کو چاہیئے کہ وہ پوری اَمانت داری کے ساتھ متعینہ طور پر سات سات شرکاء کی جانب سے ایک ایک گائے متعین کریں اور تمام تر شرعی تقاضوں کے عین مطابق قربانی کا اہتمام کریں اور اس کے بعد قربانی کرنے والوں کی منشاء کے مطابق غرباء اور مستحقین میں تقسیم کریں تاکہ اُن کے اوپر وَکالت کی جو ذمّہ داری ہے وہ پوری طرح سے اداء ہوسکے۔

کسی کی طرف سے قربانی کرنا

❶ —وَکالت، اِجازت یا خبر دینا ضروری ہے:

دوسرے کی طرف سے قربانی کرنا جائز ہے، البتہ اس کیلئے ضروری ہے کہ اُس نے وکیل بنایا ہو، یا قربانی سے پہلے اُس سے اجازت لے لی گئی ہو، یا کم از کم قربانی سے پہلے اُسے بتادیا جائے، بغیر بتائے قربانی کرنے کی صورت میں قربانی نہیں ہوتی۔ البتہ اِس چند صورتیں مستثنیٰ ہیں:

(1)— اگر نفلی طور پر دوسرے کی طرف سے قربانی کی جارہی ہو تو جائز ہے۔

(2)— دوسرے کو محض ثواب پہنچانے کی نیت ہو۔

(3)—ایسے لوگوں کی طرف سے قربانی کرنا جن کی طرف سے قربانی کرنے کا عام طور پر لوگوں کا معمول ہوتا ہے، جیسے اولاد اور بیوی کی طرف سے، تو ایسے لوگوں کی طرف سے قربانی اُن کی اجازت اور اطلاع کے بغیر بھی جائز ہے۔(احسن الفتاوی:7/541)

2—میّت کی طرف سے قربانی:

میت کی جانب سے قربانی کی جاسکتی ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس کی وصیت فرمائی تھی کہ ان کی طرف سے قربانی کیا کریں، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی اس حکم کی تعمیل کرتے تھے:

حضرت حنش فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دو مینڈھوں کی قربانی کرتے ہوئے دیکھا تو اُن سے دریافت کیا کہ یہ کیا ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصَانِي أَنْ أُضَحِّيَ عَنْهُ فَأَنَا أُضَحِّي عَنْهُ" نبی کریم ﷺ نے مجھے یہ وصیت کی تھی کہ میں اُن کی جانب سے قربانی کیا کروں، پس اِسی لئے میں اُن کی طرف سے قربانی کرتا ہوں۔(ابوداؤد:2790)

پس اس سے معلوم ہوا کہ میت کی جانب سے قربانی کرسکتے ہیں، حتیٰ کہ اپنی وہ آل و اولاد اور ذریت جو ابھی دنیا میں بھی نہیں آئی اُس کی جانب سے بھی قربانی کی جاسکتی ہے، جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جانب سے اور اپنی اُمت کی جانب سے دو مینڈھے قربان کیے تھے۔(مسند احمد:15022)

3—میّت کی طرف سے قربانی:

میّت کی طرف سے قربانی کی دو صورتیں ہیں:

(1) پہلی قسم: وصیت کی قربانی:

یعنی میت نے وصیت کی ہو اور اُس کی تعمیل میں قربانی کی جائے۔

یہ قربانی واجب ہے، اس لئے کہ وصیت کا نفاذ ضروری ہوتا ہے، البتہ یہ میت کے تہائی مال میں سے کی جائے گی ۔ اور اس کا گوشت صدقہ کرنا واجب ہو گا، یعنی فقراء و مستحقین کو کھلایا جائے گا۔

(2) دوسری قسم: بغیر وصیت کے قربانی:

یعنی بغیر وصیت کے میت کو ثواب پہنچانے کی غرض سے قربانی کی جائے۔

یہ نفلی قربانی ہے، میت کو اس کا ثواب مل جائے گا اور گوشت عام قربانی کی طرح خود بھی کھا سکتے ہیں۔(ردالمختار:6/326)(کتاب الفتاوی:4/137)

4 ــــ بیرون ملک میں رہنے والوں کی جانب سے قربانی:

بیروں ممالک میں رہنے والوں کی طرف سے بھی قربانی کی جاسکتی ہے، البتہ اس میں یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ جس وقت اُن کی جانب سے قربانی کی جا رہی ہو اُن کے یہاں بھی عید الاضحیٰ کے تین دنوں میں سے کوئی دن ہونا ضروری ہے۔

پس اگر اُن کی عید ایک دن قبل ہو جیسا کہ عموماً ایسا ہوتا ہے تو اُس کی جانب سے پاکستان میں تیسرے دن قربانی نہیں کی جاسکتی۔

5 ــــ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے قربانی کرنا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امّت کے ان افراد کی جانب سے قربانی کی تھی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور قربانی کر کے اِرشاد فرمایا:

”بِاسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ، وَآلِ مُحَمَّدٍ، وَمِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ

ترجمہ: اللہ کے نام سے (ذبح کر رہا ہوں)، اے اللہ اسے محمد (ﷺ) اور آلِ محمد (ﷺ) اور امتِ محمد (ﷺ) کی طرف سے قبول فرمالیجیے۔(مسلم:1967)

اس لئے اللہ نے کسی وسعت دی ہو تو ایک قربانی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے بھی کرنی چاہیئے، جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی ایک قربانی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کرتے تھے۔

گزشتہ سالوں کی قربانی

❶ ـــ ایک متوسط بکری کی قیمت صدقہ کرنا ضروری ہے:

قربانی کیلئے تین دن مخصوص ہیں، اگر قربانی کے یہ تینوں دن گزر جائیں اور کسی بھی وجہ سے قربانی نہ کی جاسکی ہو تو اب قربانی نہیں کی جائے گی، بلکہ ایک متوسط بکری کی قیمت صدقہ کرنا ضروری ہو گا۔ اور یہی حکم اس صورت میں بھی ہے جبکہ کسی کے ذمّہ گزشتہ سالوں کی قربانی لازم ہو جسے وہ گزشتہ سالوں میں نہ کرسکا تھا تو وہ بھی ایک متوسط بکری کی قیمت صدقہ کرنے کا پابند ہو گا۔

❷ ـــ اگر قربانی کا جانور خریدا جاچکا ہو:

اگر قربانی کا جانور خریدا جاچکا ہو تو اس کی تین صورتیں ہیں:

(1)ـــ اگر کسی نے نذر اور منّت کی نیت سے جانور خریدا تھا اور وہ قربان نہ کرسکا ہو تو اُس کیلئے بعینہٖ اُسی جانور کو صدقہ کرنا ضروری ہے۔

(2)ـــ اگر ایسا شخص جس پر قربانی لازم نہ تھی اور اُس نے قربانی کی نیت سے خریدا تھا تو اُس کیلئے بھی اُسی متعین جانور کو صدقہ کرنا ضروری ہے۔

(3)ـــ اگر خریدنے والا غنی ہو جس پر عید کی قربانی لازم تھی تو اس کو دونوں باتوں کا اختیار ہے، اُسی کو صدقہ کردے یا ایک بکری کی قیمت صدقہ کردے۔

پس خلاصہ یہ ہوا کہ نذر کا جانور اور مفلس کا قربانی کی نیت سے خریدا گیا جانور تو بعینہٖ اُسی کو صدقہ کرنا ضروری ہے، جبکہ مالدار صاحبِ نصاب نے جانور خریدا ہو یا نہیں، دونوں صورتوں میں ایک متوسط بکری کی قیمت کا صدقہ کیا جائے گا اور اگر چاہے تو اُسی خریدے گئے جانور کو صدقہ کر دے۔(عالمگیری:5/296)(الدر المختار:6/320،321)

3—جانور کو ذبح کر دیا جائے تو گوشت صدقہ کرنا ضروری ہے:

قربانی کی نیت سے جانور خریدنے والا جبکہ وہ قربانی کے دنوں میں قربانی نہ کر سکا ہو اور دن گزر جانے کے بعد اُسی جانور کو قربان کر دے تو اس کے گوشت کو صدقہ کرنا ضروری ہے، خود اپنے استعمال میں نہیں لایا جاسکتا، اگر کھائیں گے تو اُتنی قیمت کا صدقہ کرنا لازم ہو گا۔

یہ حکم ہر صورت میں ہے خواہ وہ جانور نذر کا ہو یا کسی مفلس کا قربانی کی نیت سے خریدا گیا جانور ہو یا غنی و مالدار نے قربانی کی نیت سے خریدا ہو، بہر صورت ایسے جانور کو قربان کرنے کی صورت میں گوشت کو صدقہ کرنا ضروری ہے۔(الدر المختار:6/321)

4—گزشتہ سالوں کی قربانی کی نیت سے اجتماعی قربانی میں حصہ لینا:

کسی کے ذمّہ گزشتہ سال کی قربانی ہو تو اُس کی تلافی کی یہ صورت اختیار کرنا درست نہیں کہ اجتماعی قربانی میں کوئی حصہ لے لیا جائے، اِس طرح وہ قربانی نفلی ہو جاتی ہے اور قضاء نہیں ہوتی، البتہ اُس گائے میں دیگر حصہ داروں کی قربانی اداء ہو جاتی ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

اگر کسی گائے میں کچھ نے نفلی قربانی، کچھ نے حالیہ واجب قربانی اور کچھ نے گزشتہ سالوں کی قربانی کی نیت سے حصہ لیا ہو تو سب کی قربانی ہو جائے گی اور جس نے گزشتہ

سالوں کی قربانی کی نیت کی تھی اُس کی نفلی قربانی ہو گی، گزشتہ سال کی قربانی کیلئے یہ حصہ لینا کافی نہ ہو گا، کیونکہ اس کیلئے اُس کے ذمہ لازم ہے کہ وہ ایک متوسط بکری کی قیمت صدقہ کرے۔(ہندیۃ:5/305)

☆.........☆.........☆